جیشِ اُسامہ رضی اللہ عنہ......تزویراتی وتدبیراتی اہمیت

ڈاکٹر محمد شکیل صدیقی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی

ABSTRACT:

Jaish e Usama was the last military expedition launched by Prophet Mohammad Sallallah o Alaihe Wassalam, it was against the tyrant power of Roman Cyprus. As the name shows it was sent under the leadership and emirate of Usama Bin Zaid, the great son of freed slave of Prophet Mohammad Sallallah o Alaihe Wassalam Zaid Bin Harith

The expedition could not be sent on time due to the illness and sad demise of Prophet Mohammad Sallallah o Alaihe Wassalam. When Hadhrat Abu Bakr took the responsibility of the Khilafah he decided and announced to send this mission, but some criticism and reservations were expressed regarding this mission, which were also been aroused during the Holy time of Prophet Sallallah Alaihe Wassalam. However it was sent and got succeeded. The advent of Lashkar e Usama, from its leader ship till its end is a great event of Islamic History. This event is of strategic, multidimensional importance. The strategic value of Jaish e Usama is the topic of present study.

طبقاتی نظام کا خاتمہ اور عدل اجتماعی پر مبنی معاشرتی نظام کا قیام پیغمبر انقلاب حضرت محمد مصطفی ﷺ کی دعوت وتحریک کے کارناموں میں سب سے بڑا کارنامہ اور انسانیت پر احسان عظیم ہے حضور اکرم ﷺ نے عرب کے جس معاشرے میں اقامتِ دین کی تحریک کا آغاز کیا وہ معاشرہ ایک ہی نسلِ انسانی پر مشتمل ہونے کے باوجود رنگ وزبان، حسب ونسب کے

امتیازات اور حاکم ومحکوم، ظالم ومظلوم اور آقا وغلام کے طبقات پر مشتمل تھا، کمزور اور محروم طبقات میں غلاموں سے انتہائی انسانیت سوز سلوک و برتاؤ اس معاشرے کا طرہ امتیاز تھا۔ حضور ختمی مرتبتﷺ نے اپنے قول وعمل سے انسانوں پر انسانوں کی حکمرانی کے ظالمانہ اور استحصالی نظام کا خاتمہ کیا، قبائلی وخاندانی حسب ونسب کے امتیازات، رنگ وزبان کی تفریق وتقسیم اور ادنیٰ واعلیٰ کی تخصیص کو ختم کر کے مساوات انسانی اور عدل اجتماعی پر مبنی معاشرہ قائم کیا بالخصوص مستضعفین کو ایمان ویقین اور اعتماد کی طاقت عطا کی، غلاموں کو آقاؤں کے مساوی بلکہ ان سے بڑھ کر حقوق عطا کیے، غلام اور غلام زادوں کو قیادت وسیادت کے اعلیٰ مناصب پر فائز کیا۔ (۱) اسوہ حسنہﷺ کا یہ پہلو محض قصہ وفسانہ (Myth) نہیں بلکہ ایک تاریخی حقیقت (Historical Reality) ہے۔

سیرت رسولﷺ کی بیشتر تعلیمات اور بے شمار واقعات اسی مساوات انسانی کی صفات وخصوصیات سے عبارت ہیں ان واقعات میں ایک واقعہ آپﷺ کے غلام حضرت زید بن حارثہؓ کے بیٹے حضرت اسامہ بن زیدؓ (۲) کو شام کے رومی/عرب عیسائیوں کے خلاف اسلامی سپاہ کے لشکر کی سرداری وامارت کے منصب جلیلہ پر فائز کرنا ہے۔ حضرت اُسامہؓ کی قیادت میں اسلامی لشکر کی تشکیل اور روانگی کا فیصلہ حضورﷺ نے بہ نفسِ نفیس اپنی حیات طیبہ کے آخری لمحات میں کیا تھا۔ اسلامی تاریخ میں یہ واقعہ "جیشِ اسامہؓ "، "بعث اسامہ"، اور "سریہ اسامہ بن زید" (۳) کے نام سے معروف ہے۔

جیشِ اسامہ کا واقعہ کثیر الجہتی اثرات اور تزویراتی اہمیت کا حامل ہے۔ اس واقعہ کی اہمیت جس تفصیلات کی متقاضی ہے اردو سیرت نگاروں نے اس کا کما حقہ احاطہ نہیں کیا سیرۃ النبیؐ (علامہ شبلی نعمانی) جیسی اردو زبان کی معرکتہ الآراء تصنیف میں مذکورہ واقعہ سے متعلق صرف چند سطور ملتی ہیں اس لیے مذکورہ واقعہ کا تفصیلی، تاریخی اور واقعاتی مطالعہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، دوسرے یہ کہ اس واقعہ کا اصل پس منظر اور غرض وغایت کیا تھی؟ نیز یہ کہ جیشِ اسامہؓ کی تشکیل سے تکمیل تک کے دوران جو مراحل اور واقعات پیش آئے (واضح رہے کہ جیشِ اسامہ کی تشکیل اور روانگی کا فیصلہ (صفر ۱۱ھ) آنحضرتﷺ کے وصال سے چند روز قبل ہوا تھا لیکن آپﷺ کے وصال کے باعث لشکر کی روانگی موخر کر دی گئی، اس مہم کی دوبارہ روانگی اور کامیاب تکمیل خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت ۱۲ھ میں ہوئی) ان واقعات کی، دینی، سیاسی، سماجی اور عسکری تزویراتی اور تدبیراتی اہمیت کیا ہے؟ مذکورہ جملہ پہلوؤں کا مطالعہ ہی زیر نظر مقالہ کا موضوع ہے۔

(۲)

جیشِ اسامہؓ عہد نبویﷺ کی آخری عسکری مہم تھی اس کا فیصلہ آپﷺ نے اپنی شدید علالت کے دوران اور وصال سے چند روز قبل کیا تھا۔ (۴) یہ مہم فی الحقیقت سریہ موتہ اور غزوہ تبوک کے سلسلے کی کڑی تھی۔ جس کا مقصد رومی شامیوں کی مدینہ کی اسلامی ریاست کے خلاف جارحانہ عزائم کا دفاع تھا چنانچہ آپﷺ نے سنہ ۱۱ھ میں حجۃ الوداع سے مدینہ واپسی کے بعد شام کی جانب پیش قدمی کے لیے فوج کی تیاری کا حکم دیا اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بلا کر کہا کہ "میں

نے تم کو فوج کا امیر مقرر کیا اور اپنے باپ کے مقتل اُبنیٰ "(۵) میں جاؤ اور ان پر حملہ کرو اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیزی سے جاؤ تا کہ خبر سے پہلے تم پہنچ جاؤ اور اپنے ساتھ طلائع اور جاسوس بھی لے لو۔"(۶) اُس وقت حضرت اسامہؓ کی عمر مختلف روایات کے مطابق ۱۷ سے ۲۵ سال تک بیان کی گئی ہے۔

حضرت اسامہؓ کی لشکر اسلامی کی امارت وسرداری پر کچھ لوگوں نے چہ میگوئیاں کیں اور ان کی شجاعت اور اعلیٰ اوصاف کے باوجود، اعتراضات کیے کہ ایک ایسے لڑکے کو اکابر صحابہ مہاجرین وانصار کی موجودگی کے باوجود فوقیت دی گئی جو عمر میں کم اور سماجی وخاندانی مرتبے اور مقام میں بھی کم ہے۔ حضور ﷺ کو ان حالات کا جب علم ہوا تو شدید علالت اور رنجیدگی کے عالم میں سر پر پٹی باندھے ہوئے مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے اس خطبہ کو اس طرح روایت کیا ہے کہ:

> "آنحضرت ﷺ نے ایک لشکر تیار کیا جس کو 'بعث اسامہ' کہتے ہیں اور اس کا سردار اسامہ بن زیدؓ کو مقرر کیا (جو کم سن اور نوعمر تھے) بعض لوگوں نے اسامہ کی سرداری پر طعن کیا تب آنحضرت ﷺ نے (لوگوں سے) فرمایا لوگو! اگر تم اسامہؓ کی سرداری پر طعن کرتے ہو تو تم نے اس کے باپ کی سرداری پر بھی طعنہ کیا، خدا کی قسم زیدؓ سرداروں کے لائق تھا اور لوگوں میں ان لوگوں میں سے تھا جو سب سے زیادہ مجھے محبوب ہیں اور زیدؓ کے بعد یہ اسامہ بھی ایسے لوگوں میں ہیں۔"(۷) حضور اکرم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے لواء (جھنڈا) تیار کیا اور لواء دے کر کامیابی کی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

حضرت اسامہؓ کوچ کی اجازت لینے کیلئے حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ بے ہوشی کے عالم میں ہیں، حضرت اسامہؓ نے جھک کر آپ ﷺ کی پیشانی کو بوسہ دیا، آپ ﷺ بول نہیں سکے لیکن آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک آسمان کی طرف بلند کیے، اسامہ کہتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے لیے دعا فرما رہے ہیں۔

حضرت اسامہؓ مدینہ سے روانہ ہوئے لواء حضرت بریدہ بن الحضیب الاسلمی کے سپرد کیا اور فوج کو "جرف" مین جمع کیا، تمام جلیل القدر مہاجرین وانصار بسرعت وہاں جمع ہوگئے ......(۸) ابھی لشکر روانہ ہونے والا تھا کہ حضرت اسامہؓ کی والدہ ام ایمن کا آدمی پہنچا اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی حالت نزع کی ہے، حضرت اسامہؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ یہ سنتے ہی مدینہ آئے تو حضور ﷺ پر سکرات کی حالت طاری تھی، اسی روز حضور ﷺ کا وصال ہوگیا اور لشکر اسامہؓ کی روانگی مؤخر ہوگئی۔(۹)

(۳)

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ نے خلافت کی ذمہ داریاں اس وقت سنبھالیں جب ملت اسلامیہ تاریخ کے انتہائی نازک ومشکل حالات سے گذر رہی تھی۔(۱۰) بیعت

خلافت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے سامنے اولین مسئلہ غزوہ روم کی اس مہم کی روانگی اور تکمیل تھا جس مہم کی قیادت نبی آخرالزماں ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں حضرت اسامہ بن زیدؓ کے سپرد کی تھی جو آپ ﷺ کے وصال کی وجہ سے روانہ نہ ہوسکی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد، پہلا فیصلہ شام کی جانب لشکر اسامہؓ کی روانگی کا کیا۔ آپ کے اس اعلان کے ساتھ ہی ایک بار پھر خطرات وخدشات اور اعتراضات کا سلسلہ شروع ہوگیا.....اس موقع پر حضرت اسامہؓ کی صغرسنی کے علاوہ قبائل عرب کے ارتداد اور ان کے باغیانہ عزائم سے پیدا شدہ صورتحال کے پیش نظر صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو تجویز دی کہ حالات کی سنگینی کا تقاضا ہے کہ جیشِ اسامہؓ کی روانگی کو ملتوی کردیا جائے حضرت اسامہ بن زیدؓ کی بھی یہی رائے تھی انہوں نے حضرت عمرؓ سے درخواست کی کہ وہ خلیفۃ الرسول کے پاس جاکر مہم کی منسوخی کی سفارش کریں تاکہ بڑھتے ہوئے فتنوں کے مقابلے میں یہ لشکر مدینہ منورہ ہی میں رہ کر مقابلہ کرے اور مرتدین کو مسلمانوں پر حملے کی جرأت نہ ہو، انصار نے بھی حضرت عمرؓ کے ذریعے خلیفۃ الرسول کو یہ پیغام بھجوایا کہ اگر لشکر کی روانگی کا التواء/منسوخی ممکن نہ ہو تو کم ازکم سالار لشکر ایسے شخص کو مقرر کردیا جائے جو عمر میں اسامہ سے زیادہ ہو۔(۱۱) طبری نے ایک مکالمے کی صورت میں مذکورہ صورتحال کا اس طرح احاطہ کیا ہے کہ "خلیفۃ الرسول نے تمام اعتراضات وخدشات کو سنا اور پھر فرمایا کہ؛

> "مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر مجھے یہ یقین ہو کہ جنگل کے درندے مجھے اٹھا کرلے جائیں گے تو بھی میں اسامہ کے اس لشکر کو روانہ ہونے سے روک نہیں سکتا جسے رسول اللہ ﷺ نے روانہ ہونے کا حکم دیا تھا اگر مدینہ میں میرے سوا کوئی بھی متنفس باقی نہ رہے تو بھی اس لشکر کو ضرور روانہ کروں" (۱۲)

اور حضرت اسامہؓ کی لشکر کی سرداری اور قیادت کی تبدیلی کی تجویز پر شدید برہمی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت عمرؓ سے فرمایا:

> "اے ابن خطاب! اسامہ کو رسول اللہ ﷺ نے امیر مقرر فرمایا ہے میں اُس کو اس عہدے سے کیسے ہٹاؤدوں؟"

اس نام و پیام کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے دوٹوک فیصلے کے بعد مدینہ میں منادی کرادی، "اسامہ کا لشکر شام جائے گا، مدینہ کا کوئی شخص جو اس لشکر میں شامل تھا، پیچھے نہ رہے بلکہ مدینہ سے نکل کر جرف میں لشکر کے ساتھ شامل ہوجائے۔" حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے اس حکم کی سب نے تعمیل کی آپ خود لشکر کو رخصت و وداع کرنے کیلئے مقام جرف تشریف لے گئے اور لشکر اسامہ کو اس طرح روانہ کیا کہ اسامہؓ اونٹ پر سوار تھے اور خلیفۃ الرسول پیدل چل رہے تھے اسامہؓ نے کہا؛

> "اے خلیفۃ الرسول یاتو آپ بھی سوار ہوجائیں ورنہ میں بھی پیادہ چلتا ہوں۔"

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جواب دیا کہ؛ "نہ تم اترو گے اور نہ میں سوار ہوں گا، کیا ایک گھڑی کے لیے بھی اللہ کی راہ

میں میرے پاؤں غبار آلود نہ ہوں جبکہ غازی کے ہر قدم پر اسے سات سو نیکیاں ملتی ہیں اس کی سات سو برائیاں مٹتی ہیں اور اس کے سات سو درجے بلند ہوتے ہیں۔" (۱۳)

اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت اسامہؓ سے اجازت مانگی کہ "اگر تم مناسب سمجھو تو عمرؓ کو میرے پاس چھوڑ جاؤ، مجھے ان کے مشوروں کی ضرورت ہوگی۔" حضرت اسامہؓ اس پر بخوشی راضی ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس لمحے مجاہدین اسلام سے خطاب بھی کیا اور فرمایا:

"اے لوگو! ٹھہر جاؤ، میں تمہیں دس باتوں کی نصیحت کرتا ہوں۔ انہیں یاد رکھنا، مال غنیمت میں بددیانتی نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، مقتولوں کے اعضاء کا مثلہ نہ کرنا، چھوٹے بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، کھجور کے درخت نہ کاٹنا نہ جلانا، بکری، گائے، اونٹ وغیرہ کھانے کی ضرورت کے سوا ذبح نہ کرنا، تمہارا گذر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوگا جنہوں نے خود کو عبادت کیلئے گرجوں میں وقف کر رکھا ہے، انہیں نہ چھیڑنا، کچھ ایسے لوگ ملیں گے جن کے برتنوں میں رنگا رنگ کھانے ہوں گے اگر ان کھانوں میں سے کچھ کھانا چاہو تو اللہ کا نام لے کر کھانا، کچھ ایسے لوگ بھی تم کو ملیں گے جنہوں نے درمیان سے سر منڈوا رکھے ہوں گے اور اردگرد پٹے رکھے ہوں گے ان کے سر تلوار سے اڑا دینا۔ اب اللہ کا نام لے کر چل پڑو، اللہ نیزے کی ضرب اور طاعون سے تمہاری حفاظت کرے" (۱۴)

آخر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت اسامہؓ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے احکام کے مطابق چلنا، بنو قضاعہ کے علاقوں سے ابتداء کر کے پھر آبل شہر جانا اور حضور ﷺ کے فرامین میں کوتاہی نہ کرنا" (۱۵)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لشکر اور سالار لشکر کو ہدایت و نصیحت دے کر الوداع کیا اور حضرت عمرؓ کے ہمراہ مدینہ آ گئے۔

(۴)

حضرت اسامہ بن زیدؓ کی قیادت میں لشکر اسلامی تین ہزار مجاہدین کے ہمراہ اپنی منزل اور اہداف کی جانب روانہ ہوا بلقاء پہنچ کر آبل اور قضاعۃ کے خلاف کامیاب کارروائیاں کیں ایک دن اُبنیٰ میں قیام کیا، حضرت اسامہؓ نے جس سرعت اور بالکل اچانک حملہ کیا کہ مقامی رومی اس کی تاب نہ لا سکے بے شمار رومی قتل ہوئے کثیر مال غنیمت ہاتھ آیا اس مہم میں حضرت اسامہؓ اپنے والد زید بن حارثہؓ کی شہادت کا انتقام لینے میں کامیاب ہوئے۔ اسامہؓ کا لشکر.....اللہ اکبر.....کے نعرے مصداق بغیر کسی جانی نقصان کے مظفر و منصور مدینہ روانہ ہوا۔ (۱۶) اپنی آمد کی اطلاع قاصد کے ذریعے دربار خلافت روانہ کر دی تھی اس فتح و نصرت سے مدینہ میں مسرت کی لہر دوڑ گئی جب لشکر مدینہ میں داخل ہوا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے صحابہ کے علاوہ خواتین بھی استقبال کیلئے موجود تھیں (۱۷) اُس وقت حضرت اسامہؓ سبحہ نامی اس گھوڑے پر سوار تھے جس پر ان کے والد حضرت زید بن حارثہ شہادت کے وقت سوار تھے۔ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہی اسامہؓ نے مسجد نبوی ﷺ کا رخ کیا اور شکرانے کے طور پر نماز دوگانہ ادا کی مدینہ میں واپسی قیام و رجوع کا عرصہ چھوڑ کر ۴۰

روز بعد ہوئی تھی۔(۱۸)

(۵)

ہم نے سطور بالا میں جیشِ اسامہؓ کی تشکیل تا تکمیل کے مراحل کو ترتیب وار مرتب کرنے کی کوشش کی ہے اور اس واقعہ سے متعلق بیشتر تفاصیل کو جمع کیا ہے اب ہم ذیل میں جیشِ اسامہؓ کے محرکات کا اجمالی جائزہ لیں گے۔

(۱) جیسا کہ ہم نے ابتداء میں کہا کہ جیشِ اسامہؓ، سریہ موتہ اور غزوہ تبوک کی مہمات کا تسلسل اور عہد نبوی ﷺ کی حیاتِ طیبہ کی آخری عسکری مہم تھی جیشِ اسامہؓ، موتہ اور تبوک کی عسکری مہمات کا اصل محرک سرحدات شام پر رومی باجگذار اور عرب نژاد قبائل کے اسلام اور اسلامی مملکت کے خلاف جارحانہ عزائم تھے، سریہ موتہ کا پسِ منظر یہ تھا کہ سنہ ۷ ھ کے آغاز میں رسالت مآب ﷺ نے بادشاہان عالم اور سرداران عرب کے پاس اسلام کی دعوت کے لیے قاصد روانہ کیے تھے ان ہی قاصدوں میں حضرت حارث بن عمیرؓ تھے جنہیں شام کے غسانی رئیس شرحبیل بن عمرو کے پاس اسلام کا پیغام دے کر بھیجا گیا تھا مگر اُس نے نہ صرف اس دعوت کو قبول نہ کیا بلکہ قاصد کو بھی شہید کر دیا، قاصد رسول ﷺ کی شہادت تمام مسلمہ عربی اور اسلامی روایات کے منافی اور نا قابل معافی جرم تھا چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت حارثؓ بن عمیر کے انتقام کی غرض سے فتح مکہ سے پہلے جمادی الاول سنہ ۸ ھ میں تین ہزار مسلمانوں کا ایک دستہ فوج سرحدات شام کی طرف روانہ کیا تھا۔ اس دستے کی قیادت یکے بعد دیگر تین سالاروں کو تفویض کی گئی تھی یعنی حضرت زیدؓ بن حارثہ ان کی شہادت کے بعد حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اور ان کی شہادت کی صورت میں حضرت عبداللہؓ بن رواحہ۔ جب یہ لشکر شام کے سرحد مقام مُعان پہنچا تو یہ اطلاع ملی کہ قیصر روم ہرقل ایک لاکھ رومی سپاہ کی جمعیت سے بلقاء کے شہر مآب میں فروکش ہے اور ایک ہی لاکھ قبائل لخم، جذام، بلقین، بہراء وبلی کے عیسائی عرب مالک بن رافلہ کی سرکردگی میں قیصر کی رکاب میں ہیں۔ دشمن کی کثرتِ تعداد کے باوجود اسلامی سپاہ نے پیش قدمی جاری رکھی اور بلقاء کے ایک قصبہ موتہ میں پڑاؤ کیا، یہیں ان کا مخالف فوج سے مقابلہ ہوا، مسلمان بڑی بے جگری سے لڑے لیکن بہر حال مقابلہ برابر کا نہ تھا تینوں مسلمان سپہ سالار یکے بعد دیگرے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے اس موقع پر حضرت خالدؓ بن ولید نے اپنی جنگی مہارت وشجاعت کو کام میں لاتے ہوئے مسلمانوں کا علم اُٹھایا اور مسلمانوں کو کامیابی سے رومیوں کے نرغے سے بچالائے۔ (۱۹) سنہ ۹ ھ میں تبوک کا معرکہ بھی عیسائیوں کی ریشہ دوانیوں اور موتہ کے شہداء کے انتقام کے لیے پیش آیا۔(۲۰) عساکر اسلامی کے قائد محمد عربی ﷺ نے بہ نفسِ نفیس اس میں شریک ہوئے اسلامی لشکر تبوک میں خیمہ زن ہوا، رسول اللہ ﷺ نے اہل لشکر کو مخاطب کر کے ایک بلیغ خطبہ دیا جس نے مجاہدین اسلام میں حوصلہ، جذبہ اور ولولہ پیدا کر دیا دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں لشکر اسلامی کی اچانک آمد سے رومی خوف زدہ ہو گئے اور میدان چھوڑ کر فرار ہو گئے، بغیر کسی معرکہ آرائی کے مسلمانوں کو اس غزوہ میں شاندار کامیابیاں حاصل ہوئی، مال غنیمت ہی ہاتھ نہیں آیا بلکہ اہل شام تک اسلام کا پیغام پہنچایا اور قبائل عرب سے حلیفانہ

معاہدے بھی کئے اور مستقبل میں ریاستِ مدینہ کے دفاع اور مسلمانوں کے تحفظ کو یقینی بنانے کیلئے رومی شامیوں کے حملوں کے خطرات وخدشات کا دروازہ بھی ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا۔ جیشِ اسامہؓ کی تیاری کا بنیادی مقصد بھی یہی تھا کہ رومیوں کی اسلام دشمنی، کلیسائی تشدد اور بازنطینی حکومت کی پشت پناہی پر عیسائی عرب سرداروں کے کبر وغرور کا خاتمہ کیا جائے۔ اس تناظر میں جیشِ اسامہؓ اگر ایک طرف حیاتِ نبوی ﷺ میں رومیوں کے خلاف آخری مہم تھی تو دوسری طرف رومیوں کے اقتدار وزوال کا آغاز بھی تھا۔(۲۱)

(۲) اسلامی ریاست کا دفاع، جیش اسامہؓ کی تزویراتی اہمیت کا ایک اہم اور نمایاں پہلو ہے اس کی اہمیت کا اندازہ غزوات نبوی ﷺ کی تاریخ ومطالعہ اور جیش اسامہؓ کے فیصلے سے بخوبی کیا جا سکتا ہے ہجرت مدینہ کے بعد آپ ﷺ نے جو کثیر الجہتی فیصلے واقدامات کیے ان کے پیش نظر ایک اہم مقصد مدینہ کی ریاست کا دفاع بھی تھا۔ مملکت اسلامیہ کا تحفظ، آزادی اور خودمختاری کس قدر اہمیت کی حامل ذمہ داری ہے اس کا اندازہ جیش اسامہؓ کے فیصلے سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی شدید علالت کے باوجود ریاست اسلامی کے وجود وبقاء کے لیے زندگی کی آخری سانس تک مستعد اور فعال رہے۔ آج جبکہ بیشتر مسلم ممالک مغربی استعمار کی ریشہ دوانیوں کا شکار ہیں اور ان کے ملک وقوم کی آزادی وبقاء کو خطرات لاحق ہیں تو ایسے میں جیش اسامہؓ کی تزویراتی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسلم سربراہوں کو استعمار کا کاسہ لیسی اور اپنے اقتدار کو بچانے کے بجائے اپنے وطن اور ملت کو بچانے کی فکر کرنا چاہیے۔

(۳) رومیوں کے خلاف لشکر کی قیادت حضرت اسامہؓ کے سپرد کیے جانے کا فیصلہ بھی کثیر الجہتی تزویراتی اہمیت کا حامل ہے۔

(الف) حضرت اسامہ بن زیدؓ ایک غلام زادے تھے لیکن حضور ﷺ کو، والد حضرت زیدؓ بن حارثہ کی طرح بہت محبوب تھے اکابر اور معزز صحابہ کی موجودگی بلکہ ان کی ماتحتی میں ایک غلام زادے کا سرداری اور امارت کے منصب پر تقرر کرنے کی غرض وغایت اور کیا ہو سکتی تھی کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ادنیٰ واعلیٰ اور آقا وغلام کے امتیازات کو ختم کر کے اسلامی اور انسانی مساوات کا عملی نمونہ پیش کیا جائے اور یہ پہلو اس واقعہ میں بدرجہ اتم موجود ہے۔

(ب) حضرت اسامہ بن زیدؓ کو جس عمر میں لشکر کی سرداری دی گئی تھی اُس وقت مختلف روایات کے مطابق آپ 20 سالہ شجاع وبہادر نوجوان تھے حضرت اسامہؓ کی تقرری دراصل اسلام کی ایک سنت اور اس کا بنیادی قانون ہے کہ یہاں جاہ ومرتبہ، سن وسال، ظاہری برتری کے سارے امتیازات مٹ جاتے ہیں اور صالحیت اور صلاحیت معیار قرار پاتی ہے چاہے عمر ومرتبہ کتنا ہی کم ہو۔(۲۲)

(ج) امارت اسامہؓ اسلامی تاریخ کا ایک ایسا ریکارڈ بھی ہے جو کسی اور امت میں نظر نہیں آتا.....ایک جواں سال کی تقرری سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نوجوانوں کی صلاحیت اور عبقریت کے میدان وسیع ہونے چاہیں اور انہیں بحسن خوبی

معاملات کی قیادت سونپی جاسکتی ہے تاکہ وہ مستقبل کی قیادت ومعاملات کو سنبھالنے کے لائق اور موزوں ہوسکیں یہ ایک بہت بڑا درس ہے رسول اکرم ﷺ جو وحی آسمانی کی تائید سے سرفراز تھے اس حکمت ودانش سے نوازے گئے تھے جو اس سے پہلے کسی اور نبیؑ کو میسر نہیں تھی۔

(د) حضرت اسامہؓ کی قیادت میں یہ تدبیر بھی کارفرما تھی کہ وہ موتہ میں شکست اور اس کے شہداء کا بدلہ زیادہ بہتر داد وشجاعت کے ذریعے سے لے سکتے ہیں کیونکہ اس میں اسامہؓ کے والد بھی شہید ہوئے۔

یہ وہ تمام حکمتیں اسامہؓ کی امارت میں پوشیدہ تھیں جنہیں کوئی اور دوسری نگاہ دیکھنے اور سمجھنے سے قاصر تھی۔ ہم نے انہی حکمتوں کو تزویراتی (Strategic) اصطلاح سے تعبیر کیا ہے۔ (۲۳)

(۲)

(i) آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالیں تو ملت اسلامیہ سنگین داخلی وخارجی اضطراب اور مسائل ومشکلات سے دوچار تھی ایک طرف آنحضرت ﷺ کی جدائی سے امت غم وصدمہ سے نڈھال تھی، "جانشینی" کا مسئلہ اگرچہ خیر خوبی سے حل ہوگیا تھا لیکن فضا وماحول بہرحال مکدر رہو چکا تھا دوسری جانب قبائل عرب نے مدینہ کی حکومت کا جواء اپنے کندھوں سے اتار کر اعلانیہ علم بغاوت بلند کردیا ان حالات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا لشکر اسلام کو مرکز خلافت سے دور اور وہ بھی ایک نوجوان کی قیادت میں بھیجنا عقل کے مطابق خطرات کو دعوت دینے کے مترادف تھا لیکن یہاں معاملہ عقل کا نہیں عشق کا تھا۔ خلیفہ وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک جہاندیدہ، قائد تھے وہ یقیناً حالات کی سنگینی سے بےخبر نہیں ہوسکتے تھے حالات کی نزاکت وسنگینی کو پیش نظر رکھ کر خلیفہ وقت کے فیصلے پر غور کیا جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ یہ کوئی معمولی فیصلہ نہیں تھا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کو مقدم سمجھا جو ایک طرف آپ کے جذبہ دینی وایمانی اور عشق مصطفی ﷺ کی اتباع واطاعت کا مظہر ہے تو دوسری جانب اسلام کے ایک سیاسی اصول کی ترجمانی بھی ہوتی ہے لشکر اسامہؓ کے فیصلے سے یہ سیاسی اصول بھی طے پاگیا کہ خدا اور رسول کے قطعی اور واضح احکام کی تنفیذ میں خلیفہ شوریٰ کے فیصلوں کا پابند نہیں ہے۔ (۲۴) جیشِ اسامہؓ کی روانگی رسول ﷺ کا حتمی اور قطعی حکم تھا اس لیے اس حکم کی تنفیذ خلیفہ کی ذمہ داری تھی اور اس معاملے میں آپ نے مشورہ قبول نہ کرکے اصول مشاورت کی نفی نہیں کی بلکہ اس کی اصل روح اور جذبہ کے ساتھ عمل کیا۔

(ii) جہاں تک لشکر اسلامی کی قیادت یعنی حضرت اسامہؓ کی امارت سے تبدیلی کا مشورہ تھا آپ نے اس مشورہ کو ذاتی انا یا اختیارات کلی کی وجہ سے مسترد نہیں کیا بلکہ حضرت اسامہؓ کی امارت کی تبدیلی کے مشورے کو مسترد کرکے پورے فیصلے پر جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا، اس سے سرِمو انحراف کی گنجائش کو بھی مسترد کردیا۔ (۲۵)

(iii) لشکر اسامہؓ کی رخصتی کا اہتمام کہ حضرت اسامہؓ سواری پر سوار ہیں اور مملکت اسلامیہ کا سربراہ پاپیادہ چل کر لشکر

کو رخصت کے لیے شہر سے باہر تک جا رہے ہیں یہ بجا طور پر لشکر سالار سے تعظیم وتکریم کا اظہار تو ہے اور پھر لشکر کا سالار رسول اللہ ﷺ کا نامزد کردہ ہو تو بدرجہ اولیٰ اس کی اہمیت دو چند ہو جاتی ہے تاہم اس عمل کا ایک نفسیاتی پہلو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا جس نے لشکر میں شامل سپاہ میں سالارِ لشکر کی اطاعت وفرمانبرداری اور تعظیم وتکریم میں اضافہ کیا۔ (۲۶) اس عمل کو حضرت اسامہؓ کی قیادت پر اعتراض کے تناظر میں دیکھا جائے تو اس کی اہمیت محسوس کیے بغیر نہیں رہا جاسکتا اس نفسیاتی عمل کا پہلا عملی مظاہرہ خود خلیفۂ وقت نے لشکر کے ایک فرد (حضرت عمرؓ) کو اپنے ہمراہ رکھنے کے لیے باقاعدہ امیر لشکر سے اجازت لے کر کیا جو نفسیاتی پہلو کا اطلاق تھا، ہوسکتا ہے کہ یہاں نفسیاتی پہلو کے اطلاق کو ایک ظاہری کاروائی کے طور پر یا خلیفۂ وقت کے شایانِ شان کے منافی سمجھا جائے لیکن حربی وجنگی معاملات میں جہاں ایک طرف دشمن کے خلاف ہر حربہ وہتھکنڈہ جائز قرار دیا جاتا ہے وہیں لشکر اسلامی کے سپاہ میں جذبہ جہاد اور شوقِ شہادت کو مہمیز دینے کیلئے ایسے طریقے بدرجہ اولیٰ جائز قرار پاتے ہیں۔

(iv) لشکر اسامہؓ کی روانگی کے موقع پر خلیفۂ وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجاہدین اسلام سے خطاب کیا اس کی اہمیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے آپ نے اپنے اس خطاب میں اسلام کے اصول جنگ اور سنتِ رسول ﷺ کے مطابق جو ہدایات اور نصیحتیں کیں وہ اسلام کے مقصد جنگ، عسکری نظم وضبط کے زرین اصول ومنشور کی تذکیر اور اعادہ تھا ان ہدایات ونصیحت کی اہمیت کا اندازہ اس وقت ممکن ہے جب اسلام سے قبل دنیا، زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح عسکری شعبہ بھی انسانی رشتوں کے تقدس واحترام سے عاری تھی اور مقصد جنگ محض ملک و مال کی ہوس گیری اور قتل وغارت اور نفرت وانتقام کے جذبہ کے سواء کچھ نہ تھا، استعماری تہذیب اور فکر وفلسفہ یہی ہے جو مغربی استعمار کے تصور جنگ اور جارحیت میں کارفرما نظر آتا ہے، جب ایک قوم، دوسری قوم پر چڑھائی کا فیصلہ کرلیتی تو اس کو مٹا کر چھوڑتی، مسلح ہوکر آنے والوں اور نہ آنے والوں اور مقاتلین اور غیر مقاتلین میں امتیاز وتفریق مفقود تھی دشمن قوم کا ہر فرد قابل گردن زنی سمجھا جاتا تھا فوجوں کی پیش قدمی میں فصلوں کی تباہی، باغات کی بربادی، عمارات کے انہدام، معابد اور متبرک مقامات کی بےحرمتی، آبروریزی اور ظلم وزیادتی سب جائز بلکہ ضروری تھا، بستیوں کی لوٹ مار، آتش زنی اور قتل عام معمول تھا، مذہبی انتہا پسندی، سفراء پر تعدی، بدعہدی اور جنگ کے مختلف وحشیانہ طریقے رائج تھے، فوجی نظام اخلاقی حدود کی پابندیوں سے آزاد تھے، فوجی تربیت، آدابِ جنگ اور عسکری نظم وضبط ناپید تھا مفتوحین کا مثلہ کرنا، کھال کھنچوانا، پابہ زنجیر گشت کرانا، شانوں میں سوراخ کر کے رسیاں پرونا اور پھر سب کو باندھ کر گھسیٹنا فاتحین کا مرغوب طریقہ تھا۔ (۲۷)

حضور ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ظلم وسفاکی کے مذکورہ تمام طریقوں کو ممنوع قرار دیتے ہوئے ایک نئی جنگی تہذیب کا تصور پیش کیا جس کا مقصد دفع شر تھا۔ آپ ﷺ نے تصور جنگ اور طریقہ جنگ کی تطہیر کر کے اسے جہاد فی سبیل اللہ کا حسین قالب عطا کیا جہاد کو کسی بامقصد کی انتہائی کوشش کا مفہوم دیا، جہاد کو نفسانی خواہشات، عداوت وانتقام،

ملک گیری اور شہرت و ناموری کے گھٹیا اور سطحی خواہشوں سے ماوراء قرار دیا حضورﷺ نے جنگ کو دفع شر اور خالصتاً للّٰلہ قرار دیتے ہوئے اسلام کی ایک نئی جنگی تہذیب (War culture) پیش کی، آپﷺ نے جنگ و صلح کا ایک ضابطہ اور قانون مقرر کیا، جنگ کے آداب متعین کیے اور اسے اخلاقی حدود اور محاربین کے حقوق کا پابند بنایا، مفتوحہ قوموں کے حقوق مقاتلین اور غیر مقاتلین کے درمیان فرق اور اسیران جنگ کے حقوق کی تعلیم دی اس طرح آگ میں جلانے، لوٹ مار کرنے، بدعہدی، قتل سفیر، قتل اسیر اور مثلہ کرنے اور ایذا رسانی کے تمام وحشیانہ فعل کی سختی سے ممانعت کی حضورﷺ صرف امن میں نہیں بلکہ جنگ میں بھی تقویٰ، خوف خدا اختیار کرنے اور ایفائے عہد کی تلقین کے ساتھ غنیم میں خیانت سے گریز، ضعیف، معذور اور بچوں و عورتوں کے قتل کی ممانعت فرمائی، باغات و فصلوں کو تباہی سے اجتناب کا حکم دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے لشکر اسامہؓ کی روانگی کے موقع پر اپنے خطبہ میں جن تعلیمات اور سنت نبویﷺ کی روشنی میں جن جنگی اصول و تہذیب پر عمل کی تلقین کی اسے نہ صرف اپنے عہد خلافت میں برت کر دکھایا بلکہ تہذیب و تمدّن کے دعویدار اہل مغرب بالخصوص امریکا، اسرائیل اور بھارت، افغانستان، فلسطین اور مقبوضہ کشمیر میں جس جنگی اور وحشیانہ جنگی جرائم کے مرتکب ہو رہے ہیں وہ ان کے انسانیت کے سب سے بڑے مجرم ہونے کے لیے کافی ہے یہاں یہ ذکر بے محل نہ ہوگا کہ امریکی ڈرون حملوں میں جس طرح مسلمان پاکستانی قبائل، عورتوں اور بچوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے اس میں ناکامی پاکستان کی سیاسی اور فوجی قیادت کے لیے بھی سوالیہ نشان ہے مختصر یہ کہ لشکر اسامہؓ کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا اسلامی لشکر سے خطاب، محارب اقوام و ممالک کے لیے سنجیدہ توجہ کا متقاضی ہے۔

(۷)

جیشِ اسامہؓ مستشرقین کے نزدیک ایک معمولی قبائلی جھڑپ یا واقعہ تو ہوسکتا ہے۔(۲۸) لیکن اسلامی تہذیب و تاریخ میں اس کی کثیر الجہتی تزویراتی اہمیت (دینی، سیاسی اور عسکری) سے کوئی ذی شعور انکار نہیں کرسکتا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جیشِ اسامہؓ نے اپنے وہ جملہ اہداف و مقاصد حاصل کیے جو اس کی تشکیل کے پیش نظر تھے یعنی موتہ کا انتقام اور سرحدات شام پر عیسائی رومیوں کے جارحانہ عزائم کے خلاف پیش بندی تھا۔

جیشِ اسامہؓ کی کامیابی کے دورس اثرات مرتب ہوئے ایک طرف رومیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور انہیں آئندہ مسلمانوں پر حملے کی جرأت نہ ہوسکی تو دوسری طرف وہ فتنہ جو اور سورش پسند جنہوں نے رسول اللہﷺ کے وصال کے بعد ملک گیر ارتداد کا ارتکاب کیا تھا، ان کے ناپاک عزائم پر اوس پڑ گئی عربوں پر مسلمانوں کی عسکری صلاحیت اور خلیفہ کی سیاسی بصیرت کی دھاک بیٹھ گئی مرتد قبائل خوفزدہ ہو گئے بلکہ ان کو یقین ہو گیا کہ آنحضرتﷺ کے وصال کے بعد مسلمانوں کی قیادت اور تنظیم میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا ہم اس بناء پر کہہ سکتے ہیں کہ جیشِ اسامہ اپنی تزویراتی اور تدبیراتی اہمیت کے اعتبار سے ایک غیر معمولی عسکری مہم تھی، آج امت مسلمہ استعمار کی جس جارحیت کا شکار ہے اُس کا دفاع و دفع

جیشِ اسامہؓ کی تزویراتی اہمیت کا ایک قابلِ تقلید نمونہ ہے۔

اسناد و حواشی

۱۔ طبقاتی و استحصالی نظام کے خاتمے اور محرومین و مستضعفین کے حقوق کے تحفظ و ضمانت کا پہلا جامع منشور اور مستند دستاویز حضور اکرم ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع ہے، اس خطبہ کو پہلی بار ایک جدید قانونی و آئینی دستاویز کی صورت میں معروف سیرت نگار استاذ الاساتذہ پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد نے مرتب کیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، نثار احمد، ڈاکٹر، خطبہ حجۃ الوداع، بیت الحکمت، لاہور ۲۰۰۵ء

۲۔ حضرت اسامہؓ، حضرت زیدؓ بن حارثہ سرحبیل الکلبی کے بیٹے تھے حضرت اسامہ کے والد یعنی حضرت زیدؓ بن حارثہ، آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے تھے، حضرت اسامہؓ کی والدہ حضرت ام ایمنؓ کو آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھوں میں کھلایا تھا، حضرت اسامہؓ نے اسلام میں آنکھ کھولی کاشانۂ نبوتؐ میں تربیت ہوئی اس لیے آپ کا دامن کفر و شرک کی تمام آلودگیوں سے پاک تھا آنحضرت ﷺ سے محبوبیت کا شرف ورثے میں ملا تھا آپؐ کو اسامہؓ سے اس قدر محبت تھی کہ صلح حدیبیہ کے اگلے سال جب آپ عمرہ کرنے کے لیے مکہ تشریف لے گئے تو انہیں اپنی سواری کے پیچھے بٹھایا اور اسی حالت میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، حضرت اسامہؓ شجاعت و بہادری میں کسی سے کم نہ تھے غزوہ احد پیش آیا تو آپ کی عمر دس سال تھی، جہاد میں شرکت کے آرزومند تھے لیکن کم عمری کے سبب اجازت نہ ملی، غزوہ حنین میں جرأت و ثابت قدمی سے لڑے اور اپنی بہادری کے خوب جوہر دکھائے جب مکہ فتح ہوا تو آنحضرت ﷺ کے ہمراہ بیت اللہ میں داخل ہوئے، حضرت اسامہؓ کو آنحضرت ﷺ کی تجہیز و تکفین اور جسد اطہر کو لحد میں اتارنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ حضرت اسامہؓ کا انتقال سنہ ۵۰ھ میں ہوا اور مدینہ میں تدفین ہوئی۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ج ۲، ص ۵۳۱۔

۳۔ علمائے سیر و مغازی کی اصطلاح میں.....جن مہمات میں رسول اللہ ﷺ نے بہ نفس نفیس شرکت فرمائی، ان کو غزوہ، غزوات اور مغازی کہتے ہیں اور جن مہمات میں آپؐ نے شرکت نہیں کی اور صحابہ کو روانہ فرمایا کو "سریہ" یا "سرایا" کہتے ہیں غزوات و سرایا کی تعداد میں مورخین و سیرت نگاری کے درمیان اختلاف ہے غزوات کی تعداد ۲۷ تک اور سرایا کی تعداد ۵۷ تک بتائی ہے۔ مبارکپوری، قاضی، اطہر، مولانا، تدوین سیر و مغازی، بیت الحکمت، لاہور، ۲۰۰۸ء ص ۲۲، ۲۵ تا ۲۹

۴۔ جیشِ اسامہؓ کی روانگی کا فیصلہ مختلف روایات کے مطابق ۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ بمطابق ۱۱ مئی ۶۳۲ء کو کیا، جبکہ طبری نے محرم ۱۱ھ بیان کی ہے۔
Moin ul Haq, s, Dr, Muhammad (SAW) Life and Times (Historical interprectation), Hamdarad foundation, Karachi 1997

۵۔ "ابنیٰ شراۃ" شام کے علاقے بلقاء کی جانب ایک مقام ہے جو فلسطین میں عسقلان اور رملہ کے درمیان ہے، سریہ موتہ ابنیٰ شراۃ کے مقام پر ہوئی تھی۔ فضل الرحمٰن، سیرت فرہنگ، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی ۲۰۰۳ء ص ۲۵ اور اصح السیر ص ۵۴۴

۶۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولدہ مصر، قاہرہ، ۱۹۳۷ء ج ۲

۷۔ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، ترجمہ علامہ وحید الزماں، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، ۱۹۸۵ء ج ۲ ص ۴۵۵

۸۔ جیشِ اسامہؓ میں شامل اکابر صحابہ کے نام ابن سعد نے یہ بیان کیے ہیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ ابن خطاب، ابوعبیدہؓ بن

جراح، سعدؓ بن ابی وقاص، سعید بن زیدؓ، قتادہ بن نعمانؓ اور سلمہ بن اسلم بن حریشؓ ۔ابن سعد، محمد بن سعد، طبقات الکبریٰ ۔ بیروت، ۱۹۸۵ ج ۲ ص ۱۹۔لیکن ابن کثیر نے اس بات سے اختلاف کیا ہے کہ جیش اسامہؓ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی شامل تھا، ابن کثیر کے مطابق آنحضرتﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نماز کی امامت کے لیے روک لیا تھا، ملاحظہ ہو، ابن کثیر، عماد الدین ابی الغداء اسماعیل، البدایہ والنہایہ، مطبعہ السعادۃ، مصر ۱۹۳۴ ج ۵ ص ۲۲۲۔

۹۔ ابن ہشام، ج ۲ ص ۶۵۰

۱۰۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور ۱۹۶۶ء، ج ۲ ص ۶۵۰

۱۱۔ طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک، تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم، قاہرہ ۱۹۶۲ء ج ۳ ص ۲۲۵

۱۲۔ ایضاً ج ۳ ص ۲۲۶

۱۳۔ ایضاً ج ۳ ص ۴۷

۱۴۔ ایضاً ج ۳ ص ۲۲۷

۱۵۔ ایضاً ج ۳ ص ۲۲۷

۱۶۔ ایضاً ج ۳ ص ۲۲۷

۱۷۔ ایضاً ج ۳ ص ۲۲۷

۱۸۔ ایضاً ج ۳ ص ۲۲۷

۱۹۔ صدیقی، علی محسن، الصدیقؓ، قرطاس، کراچی ۲۰۰۲ ص ۷۶

۲۰۔ ایضاً، الصدیقؓ ص ۷۶

۲۱۔ موتہ سے لیکر لشکر اسامہؓ تک کی عسکری مہمات کی اثر پذیری کا اعتراف مستشرق فلپ، کے ہٹی نے اپنی مشہور تصنیف History of the Arabs میں ان الفاظ میں کیا ہے۔

Actually it was the first gun in a struggle that was not to cease untill the proude Byzantine capital had fullan (1453) to the latest champions of Islam and the name of Muhammad substituted for that of christ on the wall of the most magnificient chtheral of christdom, st. Sophia- Hitti. P.K, history of the Aabs, The macmillan press Ltd, London, 1977, page 147 .

۲۲۔ الطنطاوی، علی، حیات ابوبکر صدیقؓ، ترجمہ پروفیسر عثمان علی، لاہور ۱۹۸۷ء

۲۳۔تزویرات (Strategy) یا تزویراتی (Strategic) کی اصطلاح کا استعمال حربی یا جنگی حکمت عملی یا جنگی چالوں کے لیے استعمال ہوتا تھا لیکن موجودہ زمانے میں یہ اصطلاح بین الممالک سیاسی، سفارتی اور تجارتی تعلقات میں کثرت سے استعمال ہوتی ہے۔اردو لغت، اردو ڈکشنری بورڈ کراچی، ج ۵، ص ۱۹۸

۲۴۔اصلاحی، امین احسن، مولانا، اسلامی ریاست، مکتبہ انجمن خدام القرآن، لاہور ۱۹۷۷ء ص ۳۴

۲۵۔اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جن الفاظ میں اپنے موقف اور جذبات کا اظہار کیا وہ ان کے بے مثال اعتماد و یقین اور اطاعتِ

رسول ﷺ کا مثالی نمونہ ہے آپ نے فرمایا؛

والذی نفس ابی بکر بیده، لو ظننتُ ان السباع تجطفنی لا نفذت بعث اسامه کما امربه رسول الله ﷺ ولو لم یبق فی القریٰ غیری لا نفذته. طبری ج۳ ص ۲۲۵.

۲۶۔ ہیکل، محمد حسین، ابوبکرؓ سیرت حضرت ابوبکرؓ، صدیق اکبرؓ، ترجمہ شیخ محمد احمد پانی پتی، مکتبہ میری لائبریری، لاہور، ۱۹۸۷

۲۷۔ احمد، نثار، ڈاکٹر، نقشِ سیرت، مقالہ، عسکری زندگی، ادارہ نقشِ تحریر، کراچی، ۱۹۶۸ء ص ۶۷۲ مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیں، الجہاد فی الاسلام، ابوالاعلیٰ مودودیؒ، لاہور ۱۹۶۲ء

۲۸۔ اکبرآبادی سعید احمد، مولانا، صدیق اکبرؓ مکتبہ رشیدیہ، کراچی